Research Journal Tahqeeqat

جلد:4، شمارہ:3، 2025ء

eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334

ریسرچ جرنل تحقیقات

اصولِ سیرت نگاری اور ان کی عصری معنویت

Principles of Sirah Writing and Their Contemporary Relevance

Dr. Afshan Batool
PhD Urdu, International Islamic University, Islamabad
eshalfatima199@gmail.com

ڈاکٹر افشاں بتول
پی ایچ-ڈی اردو، انٹرنیشنل اسلامک یونی ورسٹی، اسلام آباد

Abstract

This research focuses on the principles of Sirah writing and their relevance in the modern age. Different scholars' views on Sirah literature were studied to understand how they approached this field. After reviewing these perspectives, certain guiding principles were formulated in this study to respond to the intellectual and social needs of the present era. These principles emphasize that Sirah should not only be seen as a record of events but also as a source for moral, social, and cultural guidance. The research suggests that Sirah must be presented in analytical and critical ways, linking it with contemporary disciplines such as sociology, psychology, literature, and science. By doing so, the universal message of the Prophet's ﷺ life can reach modern minds with greater clarity. The aim is to highlight how Sirah writing can contribute to building an ethical society and guiding the younger generation in today's world.

Keywords: *Sirah Literature, Principles of Sirah Writing, Modern Relevance, Social and Cultural Context, Contemporary Desciplines, Intellectual Needs. Youth Guidance, Ethical Society.*

کلیدی الفاظ: سیرتی ادب، اصول سیرت نگاری، فکری تقاضے، عصری معنویت، نفسیات اور سیرت، عمرانیات اور سیرت، نوجوانوں کی رہنمائی، بااخلاق معاشرہ

اردو میں سیرت سے عادت و طریقہ، طرز زندگی اور سوانح حیات مراد لی جاتی ہے۔(1) کسی فرد کی داستان حیات کے بیان میں اخلاقیات کا حصہ سیرت کہلاتا ہے۔ تاہم اصطلاح میں سیرت کا لفظ نبی اکرم حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سوانح عمری کے لیے ہی استعمال کیا جاتا ہے۔ سیرت نگاری کی خاصیت صرف تفریح طبع ہی نہیں بلکہ یہ قاری میں مثالی تبدیلی کی تحریک پیدا کرتی ہے اور فرد کی مجموعی بہتری کے لیے اس کی عملی زندگی کے اسباق کا احاطہ کرتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سیرت نگار اپنی طرف سے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سوانحی واقعات میں رد و بدل کا مجاز نہیں ہوتا، لیکن بطور مؤلف، وہ سیرت کے واقعات کا درست انتخاب کر کے بہترین اسلوب میں پیش کرنے میں خود مختار ہوتا ہے۔ سیرت نگاری کے لیے مصنوعی لفاظی کی ضرورت نہیں ہوتی کیوں کہ سیرت کا موضوع اپنی عظمت کے اعتبار سے ہر موضوع سے بلند ترین ہے۔ اس کے لیے مصنف کو حسن بیان، حسن ترتیب اور حسن انتخاب کی ضرورت ہوتی ہے۔(2) تاریخ اسلام میں بہت سے ایسے تاریخ نگار گزرے ہیں جنھوں نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سوانح حیات پر لکھا۔ ۲ ہجری تک سیرت نبویؐ کے لیے لفظ "مغازی" استعمال ہوتا تھا جس میں غزوات نبیؐ کا تفصیلی بیان ہوتا تھا۔ ابن شہاب الزہری نے ۲ ہجری کے بعد سب سے پہلے نبی اکرم حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی سوانح حیات کے لیے سیرت کا لفظ استعمال کیا۔ سب سے پہلے باقاعدہ سیرت کے موضوع پر کتاب ابن ہشام نے لکھی۔ ان کا اصل نام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری ہے۔ آٹھویں صدی عیسوی میں آپ نے السیرۃ النبویۃ کے نام سے آقائے دو جہان حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حیات مبارکہ پر تفصیلی کتاب لکھی، جسے سیرت کی اولین

کتاب کا اعزاز حاصل ہے۔ عربی زبان کے بعد، جو خود صاحب سیرت کی زبان ہے، سیرت کے حوالے سے سب سے زیادہ لٹریچر اردو زبان میں موجود ہے، باوجود اس کے کہ اردو زبان کی تاریخ دو سو سال سے زیادہ پر محیط نہیں ہے۔(3)

وقت کے ساتھ ساتھ جہاں مختلف کلاسیکی اسلامی علوم کی ترقی ہوئی وہاں سیرتی ادب میں بھی اضافہ ہوا جس نے فکری تحقیقات کے مختلف شعبوں کو تقویت بخشی۔ مثال کے طور پر سیرت نگاری نے قرآن، تفسیر، احادیث اور اسباب نزول وحی وغیرہ کے مطالعات میں اضافہ کیا۔ تقریباً چودہ سو سالوں سے سیرت رسول پاک ﷺ پر مختلف زبانوں میں مختلف انداز سے کتب لکھی جارہی ہیں اور آپؐ کی ذات پاک سے ہدایت و رہنمائی لی جا رہی ہے۔ مختلف اوقات میں مختلف سیاسی و معاشی حالات، وہاں کے لوگوں کے تمدنی و معاشرتی اطوار اور اخلاقیات کے اثرات سیرت کے منہاج و رجحانات پر بھی پڑے۔ سیرت نگاری کے یہ بدلتے رجحانات انیسویں اور بیسویں صدی میں بہت سے نازک مراحل سے گزرے۔ انیسویں صدی میں مغرب کا جدید سائنسی انداز فکر، استعماریت کی بدولت دنیا بھر میں تیزی سے پھیلنا شروع ہوا۔ اس صورتحال میں مغربی فن و ثقافت اور تمدن و تہذیب کے مسلم دنیا پر بھی بہت گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ سلطنت عثمانیہ کے زوال اور سقوط بغداد سے لے کر دہلی کی تباہی تک، سیاسی، معاشرتی و اخلاقی انحطاط نے نہ چاہتے ہوئے بھی مسلمانوں کے دلوں میں مغرب کی اقتصادی و عسکری طاقت کے بارے میں تعریف و توصیف کا احساس پیدا کیا جس کی وجہ سے مسلم دنیا میں مغرب کے جدید سائنسی و فلسفیانہ نقطہ نظر کو بلا حیل و حجت تسلیم کر لیا گیا، چنانچہ مسلمانوں نے پوری اسلامی تہذیب کی سائنسی و منطقی انداز سے ترجمانی شروع کی۔ اس دور میں مستشرقین بھی آپ ﷺ کی حیات طیبہ پر لکھ رہے تھے، انہوں نے کچھ ایسے سوالات و اعتراضات اٹھائے جن کے جوابات دینا مسلمانوں کے لیے ناگزیر ہو گیا کیوں کہ اس دور کے مسلمان بھی دین کے بارے میں مختلف شکوک و شبہات کا شکار ہونے لگے تھے۔ اس اضطرابی حالت میں دعوتی و اصلاحی تحریکوں کا ایک باقاعدہ سلسلہ شروع ہوا اور سیرت نگاری میں نئے سائنسی و منطقی رجحانات و اسلوب کی بنیاد ڈالی گئی، تاکہ سیرت نبی اکرم ﷺ پر جو کچھ بھی لکھا جائے وہ قطعی مستند ہو اور غیر معتبر مواد کی وجہ سے پیدا ہونے والے اعتراضات کی بنیاد ہی ختم ہو سکے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں:

> "بیسویں صدی مسلمانوں میں تجدید اور احیا کی تحریکات کا دور ہے، بہت سی اسلامی اور دینی تحریکات مشرق، مغرب اور عرب و عجم میں سامنے آئیں، جن کی کوشش یہ تھی کہ اسلامی روایات کو زندہ کر کے مسلمانوں کا احیا کیا جائے۔ اسلامی معاشرہ اور ریاست کا احیا کیا جائے۔ قدیم اسلامی آئیڈیل کے مطابق مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کی تشکیل نو کی جائے۔ اس تجدیدی اور احیائی ماحول میں سیرت نبی ﷺ پر ایک نئے انداز سے غور و خوض شروع ہوا۔ سیرت نبی ﷺ کے رول ماڈل ہونے کو نمایاں کیا گیا۔ اس سے کام لے کر تجدیدی اور احیائی ادب نے سیرت میں ایک نئی معنویت پیدا کی۔"(4)

اس عرصے میں جو بھی تحقیقات کی گئیں، جو بھی ادب تخلیق ہوا، اس کو مغربی عالمی نظریے کے پیش نظر لکھا گیا۔ دنیا کے دیگر معاشروں کی طرح برصغیر پاک و ہند کے مسلمان دانشور بھی مغربی طرز فکر کو اپنانے اور پوری اسلامی تہذیب کی وضاحت اسی نقطہ نظر سے کرنے پر آمادہ ہوئے۔ اس دور میں ہندوستان پر برطانوی راج تھا، انگریزوں کی تخلیقات اور ایجادات ہندوستانی عوام کے اذہان کو بہت زیادہ متاثر کر رہی تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ اردو نثر نگاروں نے مغربی اصناف کو اردو میں متعارف کروا کے اردو نثر کا دامن بہت جلد وسیع کر لیا۔ ہر چند کہ کچھ تحقیقی تصانیف ایسی بھی تھیں جن میں مغربی اصولوں کو بالکل روا نہیں رکھا گیا، تاہم زیادہ تر تحقیقی کام ایسے تھے جو جدید سائنسی انداز فکر کے تحت انجام پائے تھے۔ کچھ تحقیقی کام مغربی مستشرقین کی تصانیف کے رد عمل کے طور پر سامنے آئے۔ اس حوالے سے سر سید احمد خان (۱۸۹۸ء-۱۸۱۷ء) کا نام کسی طور پر بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ تحریک سر سید کے زیر اثر جہاں نثری ادب میں بہت سی تبدیلیاں رونما ہوئیں وہاں سوانح و سیرت نگاری کی صنف نے بھی بہت ترقی کی۔ اردو سیرت نگاری کا باقاعدہ آغاز سر سید احمد خان کی تصنیف الخطبات الاحمدیہ سے ہوتا ہے۔ اس کا انگریزی

ترجمہ A Series of Essays on the Life of Mohammad and Subjects Subsidiary Thereto in 1870 کے نام سے لندن سے ۱۸۷۰ء میں شائع ہوا۔ یہ کتاب دراصل انگریز مصنف ولیم میور کی تصنیف(۱۸۶۱ء) The Life of Mahomet (جس میں حضرت محمدؐ اور اسلام کے بارے میں نفرت آمیز انداز اختیار کیا گیا تھا) کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ سرسید کی یہ تصنیف بارہ خطبات اور ایک دیباچے پر مشتمل ہے۔ سرسید سیرت نگاری میں تحقیقی اسلوب کے بانی ہیں۔ ان کے بعد مولانا شبلی نعمانی نے اردو سیرت نگاری کا باقاعدہ آغاز کیا۔ ان کی کتاب سیرۃ النبیؐ منظر عام پر آئی جس کی دو جلدیں شبلی کے ہاتھ سے پایہ تکمیل کو پہنچیں، جب کہ باقی کی جلدیں ان کے شاگرد سید سلیمان ندوی نے مکمل کر کے شائع کروائیں۔ اس کے بعد تو جیسے ایک پورا سلسلہ چل نکلا اور بہت سے سیرت نگاروں نے سیرت نگاری کی روایت کو تسلسل کے ساتھ آگے بڑھایا۔

اصول سیرت نگاری و منہج تحقیق

منہج کے لغوی معنی "واضح راستہ، طریقہ اور روش" کے ہیں۔(5) اصطلاحی طور پر یہ ان قواعد وضوابط کا مجموعہ ہوتا ہے جو مصنف کو ایک خاص سائنسی نقطہ نظر کی تشکیل کرنے اور ممکنہ نتیجے تک پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ مصنف کا مخصوص انداز ہوتا ہے جس میں وہ اپنے خیالات واحساسات بیان کرتا ہے۔ سیرت نگاری کے بھی مختلف مناہج اور اسالیب ہیں۔ مختلف اوقات میں مختلف مناہج و اسالیب اپنائے جاتے رہے ہیں۔ سیرتِ رسول اکرمؐ کسی عام شخص کی روداد حیات کا نام نہیں بلکہ آپ ﷺ کی ذات اقدس عالمِ انسانی کے لیے رہنمائی و ہدایت کے ساتھ ساتھ مثالی نمونہ بھی ہے۔ اس لیے سیرت نگاری کے دوران سیرت نگار کی طرف سے کسی بھی خامی اور کمزوری کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی حیات مقدسہ پر کچھ بھی احاطہ تحریر میں لانے سے قبل ضروری ہے سیرت نگاری کے اسالیب اور اصول وضوابط پہلے سے طے کر لیے جائیں۔ اصول ومصادر سیرت سے مراد ایسے اصول وضوابط اور قوانین ہیں جو سیرت کو اچھی طرح سمجھنے اور پرکھنے میں کام آتے ہیں۔ کسی بھی سیرت نگار کے لیے سیرت نگاری سے پہلے اس کے متعین شدہ اصولوں اور واضح کردہ اسالیب سے واقفیت حاصل کرنا اشد ضروری ہے۔ دور جدید میں سیرت نگار اپنی تصنیف کے آغاز میں اپنے اسلوب و منہج کی نشاندہی کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔(6) علامہ شبلی نعمانی نے سیرت النبی ﷺ کے مقدمے میں اپنے اسلوب کی وضاحت میں بیان کیا کہ واقعات سیرت کی جانچ پرکھ میں انہوں نے قرآن پاک کو سب سے مقدم رکھا ہے اور احادیث صحیحہ کو سیرت کی روایات کی نسبت زیادہ معتبر جانا ہے۔(7) اکرم ضیا عمری اپنی تصنیف میں اپنے مقاصد کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ صرف اور صرف مستند اور صحیح ذرائع سے حاصل ہونے والی معلومات پر ہی اکتفا کریں گے۔(8) ابوالحسن ندوی اپنے اسلوب کی وضاحت میں بتاتے ہیں کہ وہ سیرت نگاری میں ابن ہشام اور زاد المعاد سے استفادہ کریں گے۔(9) سیرت نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے طرز تحریر، اسلوب نگارش اور اصول وطریق کی نشان دہی کے ساتھ ساتھ قدما کے اسالیب و منہج کا تنقیدی تجزیہ کریں تاکہ اپنی تصنیف کو موجودہ دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ کر سکیں، چنانچہ سیرت رسول ﷺ کے تمام گوشوں کو اجاگر کرنے اور علوم سیرت میں نئی جہات متعارف کروانے کے لیے ضروری ہے کہ سیرت نگار جدید فن تحقیق سے آگاہ ہوں تاکہ سیرت نگاری کے عمل کو جدید خطوط پر استوار کیا جا سکے۔ یہی وجہ ہے کہ جدید سیرت نگار مکمل ذمہ داری سے اپنا فرض ادا کرتے ہوئے سیرت نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کو ہر طرح سے تحقیق کے ترازو میں تول کر صفحہ قرطاس پر منتقل کرتا ہے۔ اس سے نہ صرف سیرت طیبہ کے مطالعہ کی افادیت میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اس موضوع پر بہت سے اذہان کے شکوک وشبہات کا ازالہ بھی ہو جاتا ہے۔ ہر دور میں ادبی تخلیقات کو اسی زمانے کے تناظر میں پرکھا جاتا ہے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ وہ اپنے عہد کی ضروریات اور تقاضوں کو کس حد تک پورا کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایک سیرت نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس پہلو کو پیشِ نظر رکھے کہ

سیرتِ نبویؐ کے مواد کو قارئین اپنی عملی زندگی میں کس طرح بروئے کار لاسکتے ہیں اور اس سے وہ اپنے دینی و دنیاوی معاملات میں کتنی رہنمائی اور بصیرت حاصل کر سکتے ہیں۔ قدیم سیرت نگاروں پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے زبانی روایات پر زیادہ انحصار کرتے ہوئے واقعات کی صداقت کو پرکھنے کی بجائے سنی سنائی باتوں پر زیادہ اعتبار کیا اور صرف اور صرف اپنا نام سیرت نگاروں کی "نورانی لڑی" میں شامل کرنے کے لیے تقلید کی روش اپنائی۔ اس اعتراض کو دور کرنے کے لیے معتبر سیرت نگاروں نے روایات کے ردو قبول کے حوالے سے کچھ اصول وضوابط مقرر کیے، کیوں کہ اگر روایات کے ردو قبول کے اصول وضوابط ملحوظ رہیں تو مآخذ کی صحت میں کسی قسم کا شبہ نہیں رہتا۔(10) اس بات پر زیادہ زور دیا گیا کہ سیرت نگاری میں مجتہدانہ اسلوب اپنایا جائے تاکہ سیرت پر جو کچھ بھی لکھا جائے وہ تحقیقی اعتبار سے مستند ہو، عصری اسلوب کے مطابق ہو اور آج کا انسان پیغمبر اسلام ﷺ کی مثالی حیات طیبہ کو قابل فہم سمجھے۔(11) اس سے نہ صرف صنف سیرت نگاری کا معیار بلند ہوا بلکہ سیرت نگاری کو مکمل فن کا درجہ بھی حاصل ہوا۔ سیرت کے مصادر وضوابط کے موضوع پر مختلف علما کے مباحث ملتے ہیں مثلاً شبلی نعمانی نے اپنی تصنیف سیرت النبی ﷺ کے مقدمے میں ماخذ و مصادر سیرت اور اصول سیرت نگاری کا ذکر کیا ہے۔ عبد الرؤف دانا پوری نے اصح سیَر میں اصول سیرت نگاری بیان کیے ہیں۔ ڈاکٹر نثار احمد نے اپنے مقالے "نقوش سیرت" میں اور ڈاکٹر انور محمود خالد نے اردو نثر میں سیرت رسولؐ کے مقدمے میں مصادر و اسالیب سیرت پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ ڈاکٹر فاروق حماد نے مصادر سیرت النبویہ ﷺ میں سیرت کے اصول بیان کیے ہیں۔ زیادہ تر سیرت نگاروں نے سیرت نبوی ﷺ کے لیے دو اہم ماخذ قرآن و حدیث کو سب سے اہم گردانا ہے۔ کیوں کہ قرآن پاک میں آپ ﷺ کے اخلاق و کردار کی صحیح تصویر پیش کی گئی ہے اور کتب احادیث میں بھی آپ ﷺ کی ذات اقدس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیا جاتا ہے۔ محدثین نے نبی اکرم ﷺ کی حیات مبارکہ اور آپ ﷺ کے اعمال وافعال کی ترجمانی کے لیے جو اصول وضوابط وضع کیے ان میں کسی قسم کی ترمیم یا اصلاح کی گنجائش نہیں ہے۔(12) ڈاکٹر حمید اللہ اس حوالے سے عربوں کی قدیم شاعری کو بھی اہم مآخذ سمجھتے ہیں۔

> "حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حیات و تعلیمات کے بارے میں دو بنیادی منبع مآخذ اور الحدیث کے علاوہ آنحضور ﷺ کی زندگی کے بارے میں ارشادات و تفصیلات پر مشتمل اس دور کی شاعری بھی معلومات کا قیمتی اور نادر ذریعہ ہے۔ جیسا کہ عربی کی ضرب المثل ہے کہ "شاعری عربوں کی تاریخی دستاویزات کا محافظ خانہ ہے۔" (13)

زندہ علوم ہمیشہ ارتقائی سفر سے گزرتے ہیں۔ یہ وقت کے ساتھ نئے تقاضوں کو قبول کرتے اور اندرونی و بیرونی اثرات سے مختلف اسالیب و رجحانات اختیار کرتے رہتے ہیں۔ علم سیرت بھی انہی علوم میں سے ہے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کے لیے یکساں طور پر اہم رہا ہے۔ یہ علم بھی زمانے کی تبدیلیوں سے گہرا اثر لیتا ہے۔ موجودہ دور میں سیرت نگاری کے لیے محض واقعات بیان کرنا کافی نہیں رہا، کیونکہ واقعات کی تکرار قاری کے لیے نئی معنویت پیدا نہیں کرتی۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ سیرتی مواد کو تجزیہ اور تحقیق کے ساتھ پیش کیا جائے تاکہ پرانی معلومات کو نئے زاویوں سے سمجھا جا سکے۔

اکیسویں صدی کا قاری محض معلومات نہیں چاہتا بلکہ وہ شخصیتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں اپنی فکری تعمیر اور عہد کی بازیافت کا متقاضی ہے۔ اس لیے سیرت نگار پر لازم ہے کہ وہ سیرتی مواد کو تحقیقی اور تجزیاتی انداز میں پیش کرے۔ اسی طریقے سے حضور اکرم ﷺ کی ذاتِ والاصفات کو صحیح اسلامی تناظر میں اجاگر کیا جا سکتا ہے اور دین کا فکری و علمی دفاع ممکن ہو سکتا ہے۔ اس کے ساتھ دینی اقدار، تہذیبی پہلو اور سماجی، سیاسی و معاشی معاملات کو بھی مربوط انداز میں بیان کیا جا سکتا ہے۔(14)

آج کے فکری حالات اور انسانی ترقی کے تناظر میں سیرت نگاری کے جدید اسلوب کو اختیار کرنا ناگزیر ہے۔ یہ ضروری ہے کہ سیرت کو صرف مذہبی حدود تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے سائنسی، نفسیاتی، سماجی اور ادبی پہلوؤں سے بھی دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اس طرح نئی نسل میں مذہب سے بیزاری کے بجائے رغبت پیدا ہوگی اور اسلامی تعلیمات کو مضبوط دلائل کے ساتھ منتقل کیا جا سکے گا۔ اس مقصد کے لیے سیرت نگار کے لیے عصری علوم سے واقف ہونا ضروری ہے تاکہ وہ نئی نسل کی فکری اور عملی تربیت سیرتِ رسول ﷺ کی روشنی میں کر سکے۔

ذیل میں معروف علماو محققین وناقدین؛ مولانا شبلی نعمانی، مولانا ابو الحسن علی ندوی، ڈاکٹر حمید اللہ، ڈاکٹر سید عبد اللہ اور مستشرقین میں سے لیز لی ہیز لٹن کے وضع کردہ اصول سیرت نگاری کا مختصراً جائزہ لیا جا رہا ہے۔

مولانا شبلی نعمانی کے اصول سیرت نگاری

علامہ شبلی نعمانی کی مشہور سوانحی تصانف میں الفاروق ، سوانح مولانا روم ، المامون، سیرت النعمان، الغزالی اور سیرت النبی ﷺ شامل ہیں ۔انہوں نے علمی، ادبی، تنقیدی، تاریخی، تعلیمی، فلسفیانہ اور مذہبی موضوعات پر مقالات لکھے جن کو مولانا سلیمان ندوی نے آٹھ جلدوں میں موضوع کے اعتبار سے مرتب کیا۔ مولانا کی تصنیف سیرت النبی ﷺ کی چھے ضخیم جلدیں ہیں۔ شبلی نے ابتدائی دو جلدیں لکھیں، باقی کی چار جلدیں ان کے شاگرد سید سلیمان ندوی نے ان کے انتقال کے بعد مکمل کیں۔ سیرت النبی ﷺ کے مقدمے میں مصادر و مناہج سیرت کے علاوہ اصول سیرت نگاری کے مباحث ملتے ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی نے محدثین کے مسلمہ فن درایت کی بنیاد پر اصول سیرت مرتب کیے۔ ان سے پہلے کسی نے باقاعدہ طور پر سیرت نگاری کے فنی پہلوؤں کی طرف توجہ نہیں کی تھی، اس لیے محققین علامہ شبلی کی تصنیف کو فنی لحاظ سے اردو سیرت نگاری کی پہلی کتاب گردانتے ہیں۔ علامہ شبلی نے اپنی تصنیف سیرت النبی ﷺ کے مقدمے میں سیرت نگاری کے جن اصول و قواعد کا ذکر کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ سب سے پہلے واقعہ کی تلاش قرآن مجید میں، پھر احادیث صحیحہ میں پھر عام احادیث میں کرنی چاہیے، اگر نہ ملے تو روایات سیرت کی طرف توجہ کی جائے۔

۲۔ کتب سیرت محتاج تنقیح ہیں اور ان کی روایات واسناد کی تنقید لازم ہے۔

۳۔ سیرت کی روایتیں باعتبار پایہ صحت، احادیث کی روایتوں سے فروتر ہیں۔ اس لیے بصورت اختلاف احادیث کی روایات کو ہمیشہ ترجیح دی جائے گی۔

۴۔ بصورت اختلاف روایات احادیث، ارباب فقہ و ہوش کی روایات کو دوسروں پر ترجیح ہوگی۔

۵۔ سیرت کے واقعات میں سلسلہ علت و معلول کی تلاش نہایت ضروری ہے۔

۶۔ نوعیت واقعہ کے لحاظ سے شہادت کا معیار قائم کرنا چاہیے۔

۷۔ روایت میں اصل واقعہ کس قدر ہے؟ اور راوی کی ذاتی رائے اور فہم کا کس قدر جز شامل ہے۔

۸۔ اسباب خارجی کا کس قدر اثر ہے؟

۹۔ جو روایت عام وجوہ عقلی، مشاہدہ عام، اصول مسلمہ اور قرائن حال کے خلاف ہوگی، لائق حجت نہ ہوگی۔

۱۰۔ اہم موضوع پر مختلف روایات کی تطبیق و جمع سے اس کی تسلی کر لینی چاہیے کہ راوی سے ادائے مفہوم میں تو غلطی نہیں ہوئی ہے۔

۱۱۔ روایات احادیث کو موضوع کی اہمیت اور قرائن حال کی مطابقت کے لحاظ سے قبول کر لینا چاہیے۔ (15)

ابوالحسن علی ندوی کے جدید اصول سیرت نگاری

سیرت کے موضوع پر آپ کی دو تصانیف ہیں، نبی رحمت ﷺ اور محسن عالم ﷺ۔ مولانا صاحب خود بیان کرتے ہیں کہ جب انہیں عربی زبان وادب کا کچھ شوق پیدا ہوا تو ان کی ساری توجہ سیرت کے عربی آخذ پر مرکوز ہو گئی۔ عربی کے آخذ میں ابن ہشام کی کتاب السیرۃ النبویہ ﷺ اور امام ابن القیم کی زاد المعاد شامل ہیں۔ انہوں نے ان کتب کو روایتی انداز میں سرسری ساپڑھنے کی بجائے اپنے شب وروز ان ہی کتب کے ساتھ بسر کیے۔ ان کے بعد عربی اور انگریزی میں سیرت کی قدیم وجدید دستیاب کتب کا مطالعہ کیا۔ بقول مولانا، ان کتب سے منتشر خیالات کو ایسے جمع کیا جیسے چیونٹیوں کے منہ سے شکر کے دانے جمع کیے جائیں۔ مولانا نے آج کے سیرت نگار کے لیے یہ ضروری قرار دیا کہ اس کی تحریر صرف اور صرف تقلید اور عقیدہ پر ہی مبنی نہ ہو بلکہ اس کا بیرونی دنیا اور جدید ثقافت سے ہم آہنگ ہونا بھی از حد ضروری ہے کیوں کہ دور حاضر میں منطق کے صحیح اور قابل فہم اصولوں کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کے حالات زندگی غیر مسلموں کے سامنے پیش کرنا بھی سیرت نگاروں کی اولین ذمہ داری ہے۔ اس ضمن میں ان کا کہنا ہے:

> "یہ بات ہمیں کبھی نہیں بھولنا چاہیے کہ وہ بہر حال اس نبی ﷺ کی سیرت ہے جس کو رحمت اللعالمین ﷺ بنا کر تمام انسانوں اور نوع انسانی کے تمام طبقوں کی طرف بھیجا گیا ہے، اس لیے اس طبقہ کے افراد کے لیے ممنوع یا مہر بند نہیں کیا جا سکتا جن کو حالات نے اس اسلامی و ایمانی ماحول میں نشوونما حاصل کرنے کا موقع نہیں دیا اور تقدیر الٰہی کا فیصلہ ہوا کہ وہ غیر اسلامی ماحول میں ہی پیدا ہوں، وہیں ان کی نشوونما ہے، پھر لطف خدا ان کی مساعدت کرے اور سیرت محمدی ﷺ کا کوئی معطر و جان نواز جھونکا اپنی دل آرائی اور مسیحائی کے ذریعہ ان کو اس جگہ سے اٹھا کر اسلام کے سایہ رحمت اور ایمان کی بارگاہ میں پہنچا دے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان غیر مسلموں کا حق سیرت پر ان مسلمانوں سے ہرگز کم نہیں جو پہلے ہی سے اسلام و ایمان کے سایہ رحمت میں ہیں۔" (16)

ابوالحسن علی ندوی کے مرتب کردہ سیرت نگاری کے جدید قواعد و اسالیب درج ذیل ہیں:

۱۔ سیرت کے لیے ضروری ہے کہ عصری و علمی اسلوب میں لکھی گئی ہو۔

۲۔ اس میں قدیم وجدید دونوں قسم کے آخذ سے پورا استفادہ کیا گیا ہو۔

۳۔ سیرت کے اولین اور اصل آخذ پر اس کی بنیاد ہو اور قرآن وحدیث سے اس میں انحراف نہ کیا گیا ہو۔

۴۔ انسائیکلوپیڈیا کی طرز پر نہ لکھی گئی ہو۔

۵۔ عقل و جذبات دونوں کی کارفرمائی ہو، عالمانہ بحث محبت و عشق کی کیفیت پر غالب نہ آجائے اور نہ ہی جذباتی و ایمانی عنصر عقل سلیم کے تقاضوں پر غالب آئے۔

۶۔ سیرت نگاری کے وقت نبوت محمدی ﷺ کے عہد اور ماحول کو نظر انداز نہ کرے۔

۷۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عقل کے معیار اور تہذیب و تمدن کی سطح سے باخبر ہو۔

۸۔ سیرت نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ تاریخ و جغرافیہ اور تقابلی مطالعہ کے میدان میں جدید ترین مباحث و معلومات سے آگاہ ہو۔

۹۔ سیرت کے موضوع پر کتاب کی تصنیف میں کسی طرح کی دشواری، ابہام، معروضات قائم کرنے اور قیاس سے کام لینے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ آپ ﷺ کی سیرت سب سے مکمل ہے۔

۱۰۔ سیرت نگاری میں نئی نسل کے ذہن، ذوق، فہم اور اس کی نفسیات کی موجودہ سطح کا خیال رکھا گیا ہو۔

۱۱۔ نئے تقاضوں، ضرورتوں، موجودہ دور میں رائج طرز تحقیق اور طرز کلام کی پوری رعایت ہو۔

۱۲۔ ہر زمانے کے مروج اسلوب کا لحاظ رکھا جائے۔(17)

ڈاکٹر سید عبداللہ کے جدید اصول سیرت نگاری

انہوں نے سیرت نگاری پر باقاعدہ کوئی کتاب تصنیف نہیں کی لیکن سیرت نگاری کے حوالے اپنے ایک تنقیدی مضمون "فن سیرت نگاری پر ایک نظر" مشمولہ فکر و نظر میں انہوں نے سیرت نگاری اور سوانح نگاری کا موازنہ کرتے ہوئے جدید اصول سیرت نگاری کا تعین کیا ہے۔ انہوں نے سیرت نگاری اور سوانح عمری میں فرق واضح کرتے ہوئے فن سیرت نگاری کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "آنحضرت ﷺ کے سیرت نگاروں کا سلسلہ بڑا طویل ہے، قدیم بھی اور جدید بھی، لیکن مثالی سیرت نگاری کے نمونے کم ملتے ہیں۔ اس لیے کہ اس کے اصول و ضوابط کے بارے میں خاصا غلط مبحث ہے۔ خصوصاً جدید تعلیم یافتہ طبقے کا تصور اس نوعیت کے بارے میں دھندلا ہے۔ میں نے اس لیے مناسب خیال کیا کہ دور جدید کے لہجے میں چند باتیں فن سیرت نگاری کے بارے میں عرض کروں۔"(18)

اس حوالے سے ان کے مرتب کردہ سیرت نگاری کے جدید قواعد و اسالیب درج ذیل ہیں:

۱۔ تاریخ و سنین کے سیاق و سباق میں آپ ﷺ کے قول و فعل کی صحیح ترین روایت کا بیان ہو۔

۲۔ فن سیرت میں واقعات کے پرکھنے کے لیے حدیث کی روایت اور اس پر عقلی و تجربی درایت کا طریقہ استعمال کیا جائے۔

۳۔ اسرار نبوت ﷺ کی بنیاد اولین اور اصل ماخذ یعنی قرآن مجید پر ہو اور اس کی تعبیر میں قرآن و حدیث سے سر مو انحراف نہ کیا جائے۔

۴۔ صداقت کی جستجو کے لیے ہر ممکن ذرائع کا استعمال کیا جائے اور قدیم و جدید دونوں ماخذ سے استفادہ کیا جائے۔

۵۔ جدید سوانح نگاری کی طرح سیرت نگاری میں ہو بہو تصویر کشی نہ ہو۔

۶۔ جدید سوانح نگاری کی طرح نبی اکرم ﷺ کو عام بشر سمجھ کر ان کی طرف کوئی کمزوریات منسوب نہ کی جائے۔

۷۔ با اصول سیرت نگاری میں مدح طرازی، مبالغہ آرائی اور ابہام و قیاس سے اجتناب کیا جائے۔

۸۔ سائنٹفک بائیو گرافی میں صداقت اور خلوص کا خیال رکھا جائے۔

۹۔ سیرت کو ادبی قصہ یا ناول کی طرح نہیں ہونا چاہیے۔

۱۰۔ سیرت چونکہ برتر بائیو گرافی ہے لہٰذا اس میں واقعات کے محرکات بھی برتر انسانیت کے پیمانے پر ناپے جائیں۔ ان کے نزدیک سیرت نگاری ایک ارفع و اشرف تشکیلی عمل ہے اسے جدید تصور کی بائیو گرافی سمجھنا غلط ہے، کیوں کہ اسی مغالطے کی وجہ سے نبی اکرم ﷺ کے بہت سے جدید سوانح نگاروں نے ٹھوکر کھائی ہے۔

۱۱۔ سیرت نگاری میں ظاہری قول و فعل کی بنیاد پر باطن کے محرکات کا سراغ لگانا جائز نہیں، سیرت میں ان عناصر کی تلاش بے محل اور بے جا ہے۔

۱۲۔ سیرت نگاری میں تخیل آرائی اور تصویر بافی کی کوئی گنجائش نہیں۔ (19)

ڈاکٹر حمید اللہ کے اصول سیرت نگاری

انہوں نے سیرت مصطفیٰ ﷺ پر باقاعدہ کوئی کتاب نہیں لکھی بلکہ سیرت کے حوالے سے مختلف پہلوؤں پر تحقیقی مقالہ جات اور مضامیں لکھے، جو بعد میں کتابی شکل میں شائع ہوئے۔ فرانسیسی زبان میں ان کی ایک مربوط کتاب محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ اپنی تمام عمر سیرت کے موضوع پر تحقیق کرنے میں بسر کرنے پر ان کو سیرت نگاری کا "امام" اور "مجدد" کہا جاتا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی سے شائع ہونے والے اردو دائرہ معارف اسلامی میں بھی سیرت سے متعلقہ مختلف عنوانات سے آپ کے مقالات موجود ہیں:

> "عام سیرت نگار کتب حدیث، سیرت و مغازی کی روایات کی جانچ پڑتال، ان کی تطبیق اور ان کی صحت و ضعف پر داد تحقیق دیتے ہیں۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے ان مصادر کے ساتھ ان مآخذ سے بھی استفادہ کیا جو بظاہر غیر متعلقہ لگتے ہیں، جیسے قدیم جاہلی ادب، کتب انساب و سوانح اور سفر نامے وغیرہ۔ سیرت پر ان کا ابتدائی کام مقالات کی صورت میں ہے، جو عہد نبوی ﷺ کے مختلف پہلوؤں کی توضیح و تشریح پر مبنی ہے۔ ان کی حیثیت متعلقہ موضوع پر معلومات کی توضیح و تشریح اور ترتیب و تعبیر ہے۔ ہر مقالہ مستقل بالذات تصنیف کا درجہ رکھتا ہے۔ تحقیق کا یہ اسلوب مغرب کا معروف اسلوب ہے۔ مقالات کے موضوعات اور ان کی تعداد ہمیشہ محققین کے مقام و مرتبہ کا پتہ دیتے ہیں۔" (20)

انہوں نے سوانح نگار کے لیے ضروری قرار دیتے ہیں کہ اس میں غیر معمولی خوبیاں موجود ہوں۔ اس حوالے سے ان کا کہنا ہے:

> "ایک عام آدمی مثلاً بادشاہ، شاعر، فلسفی، انجینئر، جج، متقی وغیرہ کی سوانح حیات کے مقابلے میں رب تعالیٰ جل شانہ کے کسی پیغمبر کی سوانح حیات میں بہت بڑا فرق ہوتا ہے۔ پیغمبر کی سوانح میں نہ صرف فانی باتیں ہوتی ہیں جو کہ دوسرے عام فانی انسانوں میں مشترک ہوتی ہیں بلکہ اس میں غیر معمولی حقائق بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ رب تعالیٰ کی طرف سے وحی، الہام، معجزات اور دوسرے عوامل جن سے عام لوگ ناواقف اور ناآشنا ہوتے ہیں، اور پھر جب رب تعالیٰ جل شانہ کے پیغمبر میں ایک ہی وقت میں کئی خوبیاں ہوں تو سوانح نگار میں بھی غیر معمولی خوبیوں کی ضرورت ہوتی ہے۔"(21)

انہوں نے سیرت نگاروں کے لیے درج ذیل اصول لازمی قرار دیے ہیں:

۱۔ سوانح نگار موضوع کو غیر جانبدارانہ اور واقعیت پسندانہ گہرائی اور گیرائی کے ساتھ سمجھنے کے لیے مخلصانہ ہمدردی اور اشتیاق رکھتا ہو۔

۲۔ وہ لازمی طور پر یہ جانتا ہو کہ متعلقہ ملک کی قدیم تاریخ کیا ہے، تاکہ وہ اپنے ہیرو کے کاموں اور کارناموں کی بھرپور تعریف و توصیف کر سکے۔

۳۔ وہ اس دور کی بین الاقوامی تاریخ بھی جانتا ہو تاکہ عالمی تاریخ میں اسے محمد ﷺ کی جدوجہد اور کوشش و کاوش کے پس منظر اور نتائج کا علم ہو سکے۔

۴۔ وہ سوشیالوجی (عمرانیات) کا ماہر ہو تاکہ اسے پتہ چل سکے کہ آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کی تہذیب و تمدن کا معیار کس طرح بلند کیا۔

۵۔ وہ ادب سے واقفیت رکھتا ہو تاکہ اسے قرآن الحکیم کی غیر معمولی قدر و قیمت کا علم ہو سکے۔

۶۔ وہ عسکری سائنس جانتا ہو تاکہ اسے سپہ سالار حضرت محمد ﷺ کی فاتحانہ صلاحیتوں سے آگاہی ہو۔

۷۔ وہ نفسیات سے شناسا ہو تاکہ اسے مشرف بہ اسلام ہونے والوں میں قبول اسلام کی وجہ سے ذہنی و قلبی تبدیلی سے شناسائی ہو۔(22)

لیزلی ہیزلٹن(Lasely Hezeltan)کے اصول سیرت نگاری

نبی اکرم ﷺ کی ذات مبارکہ پر لکھنے والوں میں ایک بڑی تعداد ان مستشرقین کی بھی ہے جو غیر مسلم ہونے کے باوجود سیرت نبی کریم ﷺ اور اسلام کے موضوع سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جن کی تصانیف مذہبی تعصب کا نمونہ نظر آتی ہیں، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ان غیر مسلم محققین کی بھی کمی نہیں جنہوں نے اسلامی علوم کے مطالعہ میں انتہائی سنجیدگی کا مظاہرہ کیا اور اسلام کے بارے میں اپنے تئیں صحیح معلومات کو لوگوں تک پہنچایا۔ سنجیدہ مغربی محققین کی تصانیف اور ان کے اپنائے ہوئے اصول سیرت نگاری سے واقفیت حاصل کرنا اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ ان کی نظر سے نبی پاک ﷺ کی زندگی کو جانچنے کا موقع مل سکے اور نبی ﷺ کے زمانے کے حالات و واقعات کو عقلی بنیادوں پر پرکھ کر، جدید تحقیقی و سائنسی انداز سے ترتیب دے کر دنیا کے سامنے پیش کیا جاسکے۔

سیرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر لیزلی ہیزلٹن کی تصنیف The First Muslim کو نہ صرف مسلمانوں، بلکہ غیر مسلم طبقے میں بھی بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔Ted Talks کے فورم سے انہوں نے اپنے ایک لیکچر میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کی نبی کریم ﷺ کی سیرت پاک پر لکھنا کوئی آسان کام نہیں، ان کا کہنا ہے:

> "کسی کی داستان حیات لکھنا مشکل کام ہے۔یہ ایک انجان منزل کا سفر ہے، جو آپ کسی اور کی زندگی میں کر رہے ہوتے ہیں۔ وہ منزلیں جو آپ نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچ رکھی ہوتیں، وہ منزلیں جہاں جا کر بھی آپ کو یقین نہیں آتا کہ آپ وہاں جا چکے ہیں۔ خصوصاً اس صورت میں جب لکھنے والا مجھ جیسا لادین یہودی ہو اور جس ہستی کی داستان حیات لکھی جارہی ہو وہ محمد ﷺ کی ہو۔"(23)

ان کا خیال ہے کہ ان واقعات سیرت کی جانچ پرکھ کا کام زیادہ مشکل ہوتا ہے جن کے بارے میں مختلف روایات سامنے آتی ہیں، ان سب روایات کو بیان کرنا سیرت نگاری کی تصنیف کی چاشنی کو ختم کر دیتا ہے اور جدید ذہن کے حامل قارئین ترقی یافتہ تاریخی شعور کے حامل ہونے کی وجہ بار بار دہرائی جانے والی روایات سے بیزاری کا شکار بھی ہوسکتے ہیں، اس لیے ان روایات میں سے درست کے انتخاب کا معاملہ سیرت نگار کی اپنی فہم و فراست اور نقطہ نظر کا محتاج ہوتا ہے، جس کے لیے اسے بے انتہا تنقیدی بصیرت کی ضرورت ہوتی ہے۔انہوں نے باقاعدہ طور پر سیرت نگاری کے اصول وضع نہیں کیے، نہ ہی اپنی تصنیف میں ان کا تفصیلاً تذکرہ کیا ہے، لیکن مصنفہ نے خود جس انداز سے سیرت کی روایات کی چھان پھٹک کے دوران تحقیق و تنقید سے کام لیا، اپنی تصیف میں اس کا طریقہ کار واضح طور پر بیان کیا ہے۔انہوں نے روایات سیرت طیبہ ﷺ کے سلسلے میں اصول درایت سے بھی کام لیا ہے۔ اپنی تصنیف کو دیانت داری کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لیے جن اصول وضوابط کا خیال رکھا ہے ،ہر سیرت نگار کے لیے وہ مشعل راہ ثابت ہوسکتے ہیں۔لیزلی ہیزلٹن اگرچہ غیر مسلم ہیں، لیکن تمام واقعات سیرت کا غیر جانبداری سے تجزیہ پیش کیا ہے اور ماہر نفسیات ہونے کے ناطے ہر واقعے کا تاریخی، معاشرتی اور نفسیاتی طور پر تجزیہ کیا ہے۔

ذیل میں وہ اصول پیش کیے جارہے ہیں جو کہ مصنفہ سیرت نگار کے لیے ضروری قرار دیتی ہیں:

۱۔ سیرت نگار کا یہ چیلنج ہے کہ وہ حقیقی معلومات تک رسائی حاصل کرے، جو کہ بہت مشکل کام ہے، کیوں کہ زیادہ تر معلومات تراجم کی شکل میں ہیں، اور ظاہر ہے کہ ہر ترجمہ نگار کے اپنے نقطہ نظر کے مطابق ہیں۔

۲۔ سیرت نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ اصل تاریخ جو کہ درحقیقت رونما ہوئی، اور عقیدت مندانہ مواد کے مابین فرق کی وضاحت کرے۔

۳۔ مشرق وسطیٰ کی تاریخ، تقابلی مذاہب اور ادب سے استفادہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہو۔

۴۔ معاشرتی علوم میں ہونے والی حالیہ علمی تحقیق سے واقفیت رکھتا ہو۔(24)

مندرجہ بالا علماو محققین وناقدین کے وضع کردہ اصول سیرت نگاری کو مدنظر رکھتے ہوئے محقق نے کچھ اصول سیرت نگاری اخذ کیے ہیں۔ ان اخذ کردہ اصول سیرت نگاری کی مختلف عنوانات کے تحت درجہ بندی کی گئی ہے۔ محقق کے اخذ کردہ اصول سیرت نگاری درج ذیل ہیں:

ماخذ و مصادر

۱۔ سب سے پہلے واقعہ کی تلاش قرآن مجید میں، پھر احادیث صحیحہ میں پھر عام احادیث میں کرنی چاہیے، اگر نہ ملے تو روایات سیرت کی طرف توجہ کی جائے، نیز اسرار نبوت ﷺ کی تعبیر میں بھی قرآن وحدیث سے سرمو انحراف نہ کیا جائے۔

۲۔ کتب سیرت محتاج تنقیح ہیں اور ان کی روایات واسناد کی تنقید لازم ہے۔

۳۔ فن سیرت میں واقعات کے پرکھنے کے لیے حدیث کی روایت اور اس پر عقلی و تجربی درایت کا طریقہ استعمال کیا جائے۔

۴۔ صداقت کی جستجو کے لیے ہر ممکن ذرائع کا استعمال کیا جائے اور قدیم وجدید دونوں آخذ سے استفادہ کیا جائے۔

اسلوب بیان

۱۔ سیرت کے لیے ضروری ہے کہ عصری و علمی اسلوب میں لکھی گئی ہو اور اس میں ہر زمانے کے مروج اسلوب کا لحاظ رکھا جائے۔

۲۔ سیرت نگار ادب سے واقفیت رکھتا ہو تاکہ اسے قرآن الحکیم کی غیر معمولی قدر و قیمت کا علم ہو سکے۔

تخیل آرائی / تصویر بافی

۱۔ انسائیکلوپیڈیا کی طرز پہ نہ لکھی جائے نیز ملحوظ رہے کہ روایت میں اصل واقعہ کس قدر ہے؟ اور راوی کی ذاتی رائے اور فہم کا کس قدر جزو شامل ہے۔

۲۔ عقل و جذبات دونوں کی کار فرمائی ہو، عالمانہ بحث محبت و عشق کی کیفیت پر غالب نہ آجائے اور نہ ہی جذباتی و ایمانی عنصر عقل سلیم کے تقاضوں پر غالب آئے۔

۳۔ سیرت کے موضوع پر کتاب کی تصنیف میں کسی طرح کی دشواری، ابہام، معروضات قائم کرنے اور قیاس سے کام لینے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ آپ ﷺ کی سیرت سب سے مکمل ہے۔

۴۔ بااصول سیرت نگاری کو ادبی قصہ یا ناول کی طرح نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی جدید سوانح نگاری کی طرح سیرت نگاری میں ہو بہو تصویر کشی ہو۔

۵۔ جدید سوانح نگاری کی طرح نبی اکرم ﷺ کو عام بشر سمجھ کر ان کی طرف کوئی کمزوربات منسوب نہ کی جائے۔

۶۔ سیرت چونکہ برتر بائیو گرافی ہے لہٰذا اس میں واقعات کے محرکات بھی برتر انسانیت کے پیمانے پر ناپے جائیں۔

عہد نبوی ﷺ کے ماحول سے واقفیت

۱۔ سیرت نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ سیرت نگاری کے وقت نبوت محمدی ﷺ کے عہد اور ماحول کو نظر انداز نہ کرے۔

۲۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں عقل کے معیار اور تہذیب و تمدن کی سطح سے باخبر ہو۔

۳۔ معاشرتی علوم میں ہونے والی حالیہ علمی تحقیق سے واقفیت رکھتا ہو۔

۴۔ سیرت نگار سوشیالوجی (عمرانیات) کا ماہر ہو تاکہ اسے پتہ چل سکے کہ آپ ﷺ نے اپنے پیروکاروں کی تہذیب و تمدن کا معیار کس طرح بلند کیا۔

سیرت نگاری اور دیگر علوم میں تعلق کی اہمیت سے آگاہی

۱۔ سیرت نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ تاریخ و جغرافیہ اور تقابلی مطالعہ کے میدان میں جدید ترین مباحث و معلومات سے آگاہ ہو۔

۲۔ وہ لازمی طور پر یہ جانتا ہو کہ متعلقہ ملک کی قدیم تاریخ کیا ہے، تا کہ وہ اپنے ہیرو کے کاموں اور کارناموں کی بھرپور تعریف و توصیف کر سکے۔

۳۔ وہ اس دور کی بین الاقوامی تاریخ بھی جانتا ہو، تا کہ عالمی تاریخ میں اسے محمد ﷺ کی جدوجہد اور کوشش و کاوش کے پس منظر اور نتائج کا علم ہو سکے۔

۴۔ وہ عسکری سائنس جانتا ہو تا کہ اسے سپہ سالار حضرت محمد ﷺ کی فاتحانہ صلاحیتوں سے آگاہی ہو۔

۵۔ وہ نفسیات سے شناسا ہو تا کہ اسے مشرف بہ اسلام ہونے والوں میں قبول اسلام کی وجہ سے ذہنی و قلبی تبدیلی سے شناسائی ہو۔

معاصر عہد سے ہم آہنگی

ا۔ سیرت نگاری میں نئی نسل کے ذہن، ذوق، فہم اور اس کی نفسیات کی موجودہ سطح کا خیال رکھا گیا ہو۔

۲۔ نئے تقاضوں، ضرورتوں، موجودہ دور میں رائج طرز تحقیق اور طرز کلام کی پوری رعایت ہو۔

زندہ علوم کو ترقی پذیر خیال کیا جاتا ہے کیوں کہ وہ وقت کے ساتھ ساتھ اپنی ارتقائی منازل طے کرتے ہیں اور مختلف اندرونی و بیرونی اثرات قبول کر کے مختلف اسالیب و رجحانات اختیار کرتے رہتے ہیں۔ علم سیرت نگاری مسلمانوں اور غیر مسلموں میں یکساں مقبول رہا ہے۔ یہ علم بھی زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں سے بہت متاثر ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں سیرت نگاری کا تقاضا ہے کہ صرف واقعات کے بیان پر ہی اکتفا نہ کیا جائے۔ بیانِ واقعات و سوانح کا زمانہ گزر چکا کہ اس کا مقصد تکرارِ محض کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اب بیانیہ کو بھی تحلیل و تجزیہ کے عمل سے گزارنے کی ضرورت ہے اور یہی فن کا تقاضا بھی ہے۔ یہی تنقید و تجزیہ نئی معلومات کو پرانے ذخیرہ معلومات میں ضم کرنے میں معاون ہوتی ہے۔ اکیسویں صدی کے قاری کا علم و دانش بلند تر ہو چکا ہے۔ وہ شخصیت کی تعمیرِ نو اور عہد کی بازیافت چاہتا اور طلب کرتا ہے اور اگر وہ چاہے یا طلب نہ بھی کرے تو بھی فنی تقاضا ہے کہ مواد کو تحلیلی انداز اور تجزیاتی اسلوب میں پیش کیا جائے کیوں کہ اس صورت میں ذات و صفاتِ نبوی ﷺ اور کمالات و اکتسابات حضرت اقدس ﷺ کو ان کے صحیح تناظر و اسلامی پیش منظر میں پیش کیا جا سکتا ہے، اسی کے ذریعے رسولِ اکرم ﷺ کی ذات والاصفات کا علمی دفاع اور اسلام و دین کا مذہبی تحفظ بھی ممکن ہے۔ شخصی احوال کے ساتھ دینی اقدار اور تہذیبی معاملات کو یکجا کیا جا سکتا ہے۔ سماجی، اقتصادی، سیاسی اور دوسرے تمام انسانی امور و معاملات کو ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔[14] دور حاضر میں انسانیت کی ترقی کے پیش نظر ہونے والی تبدیلیوں کے تقاضوں کے مطابق سیرت نگاری کے جدید اسلوب سے انکار ممکن نہیں، کیوں کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو عملی نمونہ بنانے میں ہی انسانیت کی فلاح مضمر ہے۔ ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کو مذہبی حدود سے نکالا جائے اور سماجی، سائنسی، نفسیاتی، علمی اور ادبی حوالوں سے بھی دنیائے عالم میں روشناس کروایا جائے تا کہ جدید ذہن میں مذہبی اقدار سے بیزاری کی بجائے رغبت پیدا کی جا سکے اور اسلامی تعلیمات کو مزید دلائل کے ساتھ نسل نو تک منتقل کیا جا سکے، اس لیے سیرت نگاروں کے لیے لازم ہے کہ وہ عصری علوم سے کماحقہ واقفیت حاصل کریں تا کہ نئی نسل کی تربیت سیرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روشنی میں کی جا سکے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1. وارث سرہندی، قاموس مترادفات، اردو سائنس بورڈ، لاہور، ۱۹۸۶، ص ۷۳۹

2. ابوالحسن علی ندوی، "سیرت نگار کی ذمہ داریاں" مشمولہ نقوش رسول نمبر، جلد اول، شمارہ ۱۳۰ (دسمبر ۱۹۸۲ء)، ص ۸۲

3. محمد میاں صدیقی، "اردو زبان میں چند اہم کتب سیرت" مشمولہ سہ ماہی فکر و نظر جولائی تا دسمبر، جلد نمبر ۳۰، شمارہ نمبر ۲ (س۔ن)، ص ۲۲۵

4. محمود احمد غازی، محاضرات سیرت، الفیصل ناشران، لاہور، طبع سوم، ۲۰۰۹ء، ص ۲۵۰

5. المنجد عربی اردو (کراچی: دار الاشاعت)، ۱۹۷۵ء
6. محمد جنید ندوی، "سیرت نگاری کے ماٰخذ، اصول اور منہج"، مشمولہ السیرتہ العالمی، (۱۴۲۵ھ)، ص ۱۵۶
7. شبلی نعمانی، سیرۃ النبیؐ جلد اول، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، جولائی، ۲۰۰۷ء، ص ۶۳-۱
8. احمد التاجی، "سیرتہ النبی العربی محمد رسولؐ"، مشمولہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۹۷۸ء، ص ۲۵-۱
9. ابوالحسن علی ندوی، رحمت عالم، مجلس نشریات اسلام، کراچی، س۔ن، ص ۲۱
10. ندیم الواجدی، "سیرت نگاری کے بعض اہم پہلو"، مشمولہ نقوش رسولؐ نمبر جلد ا، شمارہ ۱۳۰ دسمبر ۱۹۸۲ء، ص ۶۵
11. مولانا وحید الدین، مطالعہ سیرت، نائس پرنٹنگ پریس، نیو دہلی، ۱۹۹۹ء، ص ۵
12. حکیم محمد سعید، *In Search of Manuscripts in Quarterly hamdard*
13. *Islamicus* جلد ۲، ہمدرد فاؤنڈیشن، کراچی، ۱۹۹۰ء، ص ۶۷-۴۶
14. محمد حمید اللہ، پیغمبر اسلام ﷺ، مترجم پروفیسر خالد پرویز، بیکن بکس، ملتان، ۲۰۰۵ء، ص ۲۱
15. شاہ علی، اردو میں سوانح نگاری، گلڈ پبلشنگ ہاؤس، کراچی، ۱۹۶۱ء، ص ۲۱۳
16. شبلی نعمانی، سیرۃ النبیؐ جلد اول، علم و عرفان پبلشرز، لاہور، جولائی ۲۰۰۷ء، ص ۵۱۔
17. ابوالحسن علی ندوی،، "سیرت نگار کی ذمہ داریاں"، مشمولہ نقوش رسولؐ نمبر، جلد ا، شمارہ ۱۳۰، دسمبر ۱۹۸۲ء، ص ۸۳
18. ایضاً، ص ۸۸-۸۱
19. سید عبد اللہ، "فن سیرت نگاری پر ایک نظر"، مشمولہ فکر و نظر، شمارہ نمبر ۱۳۵، ۱۹۷۶ء، ص ۷
20. ایضاً، ص ۱۵-۷
21. محمد شکیل صدیقی، "برصغیر پاک وہند میں سیرت نگاری کے رجحانات"، مقالہ برائے پی ایچ-ڈی، جامع کراچی، ۲۰۰۵ء ص ۲۷۹
22. محمد حمید اللہ، ص ۲۲-۲۱
23. ایضاً، ص ۲۲-۲۱
24. www.goodreaders .com/book/show/554450181 تاریخ ملاحظہ ۲۵ مارچ ۲۰۲۱ء
25. بوقت ۱۲:۰۰ بجے
26. لیزلی ہیزلٹن، (Lasley Hezleton)، *The First Muslim*، ایٹلانٹک بکس، لندن، ۲۰۱۳ء، ص ۳۰۵

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Waris Sirhindi, Dictionary of Synonyms, Urdu Science Board, Lahore, 1986, p. 739
2. Abul Hasan Ali Nadvi, "Responsibilities of the Biography Writer" including the Prophet's Engraved Number, Volume 1, Issue 130 (December 1982), p. 82
3. Muhammad Mian Siddiqui, "Some Important Books of Biography in Urdu" including the Quarterly Fikr-o-Nazar, July to December, Volume 30, Issue 2 (S.N.), p. 225
4. Mahmud Ahmad Ghazi, Lectures on Biography, Al-Faisal Publishers, Lahore, Third Edition, 2009, p. 250

5. Al-Mabhid Arabic Urdu (Karachi: Dar-ul-Asha'at), 1975
6. Muhammad Junaid Nadvi, "Sources, Principles and Methodology of Biography Writing", including the Seerah of the World, (1425 AH), p. 156
7. Shibli Nomani, Seerah of the Prophet (PBUH) Volume 1, Ilm-o-Irfan Publishers, Lahore, July 2007, pp. 1-63
8. Ahmad al-Taji, "Sirat al-Nabi al-Arabi Muhammad Rasool (peace be upon him)", compiled by Mustafa al-Babi al-Halabi, 1978, pp. 25-1
9. Abu al-Hasan Ali Nadwi, Rahmat-e-Alam, Majlis-e-Nashwari al-Islam, Karachi, S. N, p. 21
10. Nadeem Al-Wajdi, "Some Important Aspects of Biography", Muqalla Naqsh-e-Rasool (PBUH), Vol. 1, Issue, 130 December 1982, p. 65
11. Maulana Wahiduddin, Study of Biography, Nice Printing Press, New Delhi, 1999, p. 5
12. Hakim Muhammad Saeed, In Search of Manuscripts in Quarterly Hamdard
13. Islamicus Vol. 2, Hamdard Foundation, Karachi, 1990, p. 67-46
14. Muhammad Hamidullah, Prophet of Islam (PBUH), translated by Professor Khalid Pervez, Beacon Books, Multan, 2005, p. 21
15. Shah Ali, Biography in Urdu, Guild Publishing House, Karachi, 1961, p. 213
16. Shibli Nomani, Seerat-ul-Nabi (PBUH), Vol. 1, Ilm Wa Irfan Publishers, Lahore, July 2007, p. 51.
17. Abu al-Hasan Ali Nadwi, "The Responsibilities of a Biographer", Mashoolah Naqush Rasul (PBUH), Vol. 1, No. 130, December 1982, p. 83
18. Ibid., pp. 88-81
19. Syed Abdullah, "A Look at the Art of Biography", Mashoolah Fikr-o-Nazar, No. 135, 1976, p. 7
20. Ibid., pp. 15-7
21.Muhammad Shakeel Siddiqui, "Trends in Biography in the Indian Subcontinent", Ph.D. Dissertation, University of Karachi, 2005, p. 279
22. Muhammad Hamidullah, pp. 22-21
23. Ibid., pp. 22-21
24. www.goodreaders .com/book/show/554450181 Date accessed 25 March 2021
25. At 12:00 PM
26. Leslie Hazelton, (Lasley Hezleton), The First Muslim, Atlantic Books, London, 2013, p. 305